© rasailojaraid.com

نظرات

اگرچہ مدارس عربیہ کا وجود کبھی ایسے افراد سے خالی نہیں رہا جو علوم عربیت میں مہارت کے ساتھ عربی زبان میں تحریر وتقریر پر قادر ہوں، لیکن ایسے حضرات خال خال ہوتے تھے اور اسی وجہ سے جو علمار اس وصف میں کمال رکھتے تھے وہ طبقۂ علمار میں ممتاز ہوجاتے تھے، ورنہ عام حالت یہ تھی کہ انگریزی تعلیم یافتہ اصحاب عربی کے اساتذہ اور طلبہ کو طعنہ دیتے تھے کہ ہم انگریزی پڑھتے ہیں تو اس میں بول سکتے اور لکھ بھی سکتے ہیں مگر مدارس کے اصحاب کو کچھ نہیں آتا، نہ عربی میں گفتگو کرسکتے ہیں اور نہ اس میں لکھ سکتے ہیں، اور اس میں شبہ نہیں کہ ان کا یہ کہنا بڑی حد تک غلط نہیں تھا۔

لیکن خدا کا شکر ہے آج مدارس عربیہ کا رنگ دوسرا ہی ہے، اگرچہ ندوۃ العلمار لکھنؤ نے اس میں سبقت کی، لیکن اب دارالعلوم دیوبند بھی کم نہیں، یہاں بھی اب ایسے طلبار کثرت سے ملیں گے جو شستہ عربی میں بے تکلف تقریر وتحریر کرسکتے ہیں اور اردو کے مضامین کی تعریب پر قدرت رکھتے ہیں، یہ وہ طلبار ہیں جو ایک دن کے لئے بھی ملک سے باہر نہیں گئے مگر ان کی کھپت عرب ممالک کے سفارتخانوں، حکومت کی وزارت خارجہ کے شعبوں، آل انڈیا ریڈیو کے عربی پروگراموں میں ہورہی ہے اور ملک میں ان کی مانگ بڑھ رہی ہے۔ شمالی ہند اور جنوبی ہند کے بعض دوسرے مدارس بھی اس میں نیک نام ہیں۔

یہ امر اس حیثیت سے تو خوشی کی بات ہے کہ ندوہ ہو یا دیوبند یا کوئی اور مدرسہ، ان کے فارغ التحصیل طلبار کے لئے ایک نیا اور اچھا ذریعۂ معاش پیدا ہوگیا، لیکن اس سلسلہ میں چند باتیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں جن پر ایسے نوجوانوں اور مدارس کے ذمہ دار اصحاب دونوں کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے ،
(۱) پہلی بات یہ ہے کہ یہ ملازمتیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ان میں تنخواہ کا اسکیل خواہ کچھ ہی ہو عموماً ترجم یا ترجمان کی ہوتی ہیں اور ان کی حیثیت کلرکل ہے نہ کہ اکڈ کٹو۔ اس بنا پر جو کچھ فائدہ ہے وہ معاشی ہے نہ علمی ہے نہ ادبی ، اور نہ عہدہ و منصب کا ، (۲) دوسری بات یہ ہے کہ یہ ملازمتیں اُس وقت تک نہیں مل سکتیں جب تک امیدوار انگریزی کی اچھی قابلیت نہ رکھتا ہو۔ اسی وجہ سے ان نوجوانوں کو مدرسہ میں زندگی کے سات آٹھ برس گذارنے کے بعد طالب علمی از سرِ نو شروع کرنی ہوتی ہے اور اس میں آٹھ نو برس صرف کرکے وہ انگریزی کے اعلیٰ امتحانات پاس کرنے کے لائق ہوتے ہیں ، (۳) تیسری بات جو کم اہم نہیں ہے وہ یہ کہ زبان خواہ عربی ہو یا انگریزی یا کوئی اور زبان وہ کبھی مقصود بالذات نہیں ہوسکتی ، وہ صرف اظہار اور ابلاغ کا ذریعہ ہے ، اس لئے صرف زبان و بیان پر قدرت حاصل کرکے اس پر قانع ہوجانا ایسا ہی ہے جیسا کہ وضو کرکے فارغ ہوجانا اور نماز نہ پڑھنا۔

ان وجوہ کے پیش نظر ان نوجوانوں کو سوچنا چاہئے کہ ان کی زندگی کا یہ ڈھنگ کیا ان کے اور خود مدارس کے بنیادی مقصد کے ساتھ ہم آہنگی رکھتا ہے ؟ جواب یہ ہے کہ نہیں ، لیکن معاشی مجبوریاں ہیں جن کی وجہ سے انھیں یہ سب کچھ کرنا پڑتا ہے ۔

اس صورت حال کی اصلاح بجز اس کے نہیں ہوسکتی کہ مدارس عربیہ کے فارغ التحصیل طلباء فراغت کے بعد جس کس مپرسی اور بیکسی کا شکار ہوتے ہیں انھیں اس سے محفوظ رکھا جائے اور کوشش اس بات کی کی جائے کہ ملک میں دینی ، علمی اور تعلیمی اداروں کا جو ایک وسیع سلسلہ پھیلا ہوا ہے ان کو اور زیادہ وسیع کیا جائے اور ایسے ہونہار طلباء کو فراغت کے بعد اسی میں جذب کر لیا جائے ان کا معاشی تکفل موجودہ زمانے کے معیار کے مطابق ہونا چاہئے تاکہ وہ یکسوئی [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے اپنے مفوضہ فرائض کی تکمیل کرسکیں۔

ہم نے اپنی طالب علمی کے زمانہ میں دیکھا ہے کہ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند مدرسہ کے ہونہار اور ذی استعداد طلباء پر کس طرح شفقت کی نظر رکھتے تھے، ان کی تربیت کرتے تھے، فراغت کے بعد ان میں مایوسی اور بیزاری کے جذبات پیدا نہیں ہونے دیتے تھے اور ان کا معاشی بندوبست کرنا بھی گویا ایک فرض سمجھتے تھے، دوسری جانب عصر سے مغرب تک یا مغرب سے عشاء تک خاص خاص اساتذہ کے ہاں باقاعدہ مجلس ہوتی تھی اور طلباء اس میں شریک ہوتے تھے، ان مجلسوں سے طلباء کا ذوقِ علمی پختہ ہوتا تھا اور ان کی روحانی اور اخلاقی تربیت بھی ہوتی تھی، افسوس ہے کہ آج مدارس عربیہ سے اس قسم کی روایات ختم ہوتی جارہی ہیں اور اب گویا ہمارے مدارس بھی کالجوں اور اسکولوں کی طرح اسناد اور ڈگریاں تقسیم کرنے کے کارخانے بن کر رہ گئے ہیں اور بس! "وائے گر در پس امروز بود فردائے"۔

خدا خدا کرکے پاکستان اور ہندوستان میں کتابوں اور مجلات ورسائل کی آمدورفت کی راہ کھل گئی تھی اور برہان پاکستان پابندی سے جا رہا تھا اور پاکستان سے کتابیں اور مجلات ورسائل بھی ہمیں وصول ہونے شروع ہو گئے تھے، لیکن کم وبیش دو ماہ سے یہ سلسلہ اچانک منقطع ہوگیا ہے، اگست میں جتنے پرچے برہان کے پاکستان گئے تھے وہ سب واپس آگئے ہیں اور اُدھر سے بھی اب کوئی پرچہ نہیں آرہا ہے، اس کا سبب معلوم نہیں۔ یہ لکھنا اس لئے ضروری تھا کہ پاکستان سے احباب کے خطوط برہان نہ پہونچنے کی شکایت میں آرہے ہیں۔

© rasailojaraid.com